HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-1
ISSN- 2521-0777

A Research and Critical Study into Allama Tamanna Emadi's Method of Quranic Evidence for the Five Daily Prayers.

نمازِ پنجگانہ کے قرآنی ثبوت میں علامہ تمنا عمادی کے طرزِ استدلال کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ

Mehmood Khan
Lecturer Department of Islamic Studies,Kohat University of Science and Technology Kohat

Abstract

This research article will focus on the evidence from the Quran regarding the five daily prayers, considering the perspective and methodology of Allama Tamanna Emadi. The attempt will be made to first present Allama Tamanna Emadi's stance and then discuss the views of the majority of scholars. Since there is unanimous agreement within the Muslim community that the five daily prayers are obligatory and that there is consensus among all schools of thought regarding the fundamental form, posture, and quality of prayers, it is essential to highlight any minor differences in subsidiary matters.

However, in the 19th century, a group called "Ahl al-Qur'an" emerged, which, apart from the name, was not recognized as rightful adherents of the Qur'an. Some individuals within this group, instead of accepting the obligation of five prayers, adopted the position of only two obligatory prayers arguing that since the Qur'an provides evidence for only two prayers, asserting the obligation of five prayers contradicts the Qur'an.The organization Al-Balagh published a book titled "الصلاة" supporting this view.

In response to this, Allama Tamanna Emadi wrote a short book titled "پنجگانہ نماز کا قرآنی ثبوت" in which he thoroughly examined all Quranic verses related to prayers. He discussed the number of prayers, prayer times, etc. from the beginning of prophethood to the established obligation of five prayers. His aim was to present conclusive evidence from the Quran for the obligation of five prayers so that those who advocated only two prayers based on the Quranic command could be refuted. It's worth noting that he did not rely on the consensus of the Muslim community or the narrations of Hadith but aimed to establish his position solely through Quranic verses.

This research Paper is divided into two main sections. The first section will elaborate on Allama Tamanna Emadi's position, and the second section will focus on the stance of the majority of scholars.

Keywords- Allama Tamanna Emadi's method of Quranic evidence for the five daily prayers.

تمہید

زیر نظر تحقیقی مقالہ میں پانچ وقت کی نمازوں کے قرآن حکیم سے ثبوت پر علامہ تمنا عمادی کے نقطہ نظر اور طریق استلال پر نظر ڈالی جائے گی اور کوشش ہوگی کہ علامہ تمنا عمادی([1]) کا موقف پہلے بیان کیا جائے اور بعد میں جمہور اہل علم کے موقف پر نظر ڈالی جائے، چونکہ تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایک دن میں پانچ نمازیں اللہ تعالی کی طرف سے فرض کی گئی ہیں اور نماز کی بنیادی شکل وہیئت اور کیفیت میں تمام مسلم مکاتب فکر ومسالک کا اتفاق ہے البتہ کچھ مسائل فرعیہ میں اختلاف ضرور ہے مگر نماز کی عمومی شکل ووضع سے اس کا کوئی خاص تعلق نہیں چنانچہ رکوع اور سجود کا طریقہ

ایک ہی ہے، تعداد رکعات بھی سب کے ہاں ثابت ہیں، البتہ قراءت کی جہر وسر اور ہاتھوں کے چھوڑنے اور باندھنے میں اور باندھنے کے مقام وغیرہ جیسے فروعی اختلافات موجود ہیں جو ہرگز مضر نہیں۔

لیکن انیسویں صدی عیسوی میں فرقہ اہل قرآن وجود میں آیا جو کہ سوائے نام کے اور کسی بھی طرح سے اہل قرآن کہلانے کا مستحق نہ ٹھہرا اور ان میں سے کچھ لوگوں نے پانچ کے بجائے صرف دو نمازوں کی فرضیت کا موقف اپنایا اور قرآن مجید کو اس کے لئے ڈھال بناتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا کہ چونکہ قرآن پاک سے صرف دو نمازوں کا ثبوت ملتا ہے تو پھر پانچ نمازوں والی بات خلاف قرآن ہے۔ اور اس پر ادارہ البلاغ نے ایک کتاب "الصلوۃ" کے نام سے شائع کی جس میں اسی موقف کو عین قرآن کے مطابق قرار دیا گیا کہ نمازیں صرف دو ہی ہیں۔

علامہ تمنا عمادی نے اس کتاب کے جواب میں "نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں قرآن حکیم میں نماز سے متعلق تمام آیات بینات کا مطالعہ پیش کیا اور نمازوں کی تعداد، اوقات نماز وغیرہ ابتدائے نبوت سے لیکر پانچ نمازوں کی باقاعدہ فرضیت تک کا تفصیل سے ذکر کیا اور اپنی بساط کے مطابق پوری کوشش کی کہ پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کیا جائے، تاکہ ان لوگوں پر اتمام حجت قائم ہو جنہوں نے دو نمازوں کو ہی قرآن کا حکم قرار دیا تھا۔ اس ضمن میں اگرچہ انہوں نے جمہور امت کے طریق استدلال اور روایات احادیث کی طرف بالکل بھی رجوع نہیں کیا بلکہ ایک بالکل نئے اور اچھوتے انداز میں اپنے موقف کو قرآنی آیات سے ثابت کیا، لیکن نتیجہ وہی نکالا جو جمہور امت قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ اور تاریخی حقائق کی روشنی میں نکالتے ہیں، یعنی پانچ نمازوں کی فرضیت اور اوقات سمیت تمام تفاصیل۔

لیکن اب کی بار اپنی اس کتاب میں علامہ تمنا عمادی نے کئی دفعہ اس بات کا اقرار کیا کہ وحی دو قسم کی ہے ایک وحی قرآنی اور دوسری وحی غیر قرآنی، جس کو جمہور وحی متلو اور وحی غیر متلو سے تعبیر کرتے ہیں لیکن روایات احادیث سے پھر بھی استدلال نہ کیا حتی کہ واقعہ معراج کا بھی مطلق ذکر تک اس کتاب میں نہ آیا۔ زیر نظر تحقیق دو مباحث کی طرف منقسم ہے پہلے مبحث میں علامہ تمنا عمادی کے موقف کو بیان کیا جائے گا اور دوسرے مبحث میں جمہور اہل علم کے موقف کا بیان گا، ان شاء اللہ۔

مبحث اول: نماز پنجگانہ کے اثبات میں علامہ تمنا عمادی کا طریق استدلال

علامہ تمنا عمادی نے اپنی کتاب "نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت" میں پانچ وقت کی نمازوں کو قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا ہے اور یہی طریق جمہور اہل علم کا بھی ہے کہ قرآن کریم کی وہ آیات جو نماز کے اوقات کے متعلق وارد ہوئی ہیں انہی سے نماز پنجگانہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن اس متفقہ نتیجہ تک پہنچنے کے لئے جو طریق استدلال جمہور اہل علم کا رہا ہے وہ علامہ تمنا عمادی کا نہیں بلکہ وہ ایک الگ زاویہ نگاہ سے اس تمام صورت حال کو دیکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے نماز کے اوقات سے متعلق نازل شدہ آیات کا جو مطالعہ کیا ہے اور جس کے نتیجے میں وہ پانچ وقت کی نماز کی فرضیت تک پہنچ سکے اور ان لوگوں کے موقف کا رد کیا جنہوں نے قرآن حکیم سے نماز کے اوقات ثابت کرنے کا دعوی کر کے بجائے پانچ کے دو نمازوں کا شوشہ چھوڑا جو کہ اگرچہ ایک ایسا موقف ہے جسے مسلمانوں نے بیک جنبش قلم مسترد کر دیا۔

ذیل کی سطور میں علامہ تمنا عمادی کے نقطہ نظر اور طرز استلال کو ان ہی کی زبانی بیان کیا جائے گا جسے انہوں نے پانچ مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا دور: 24 گھنٹے میں ایک نماز بغیر تعیین وقت کے

اس دور اور اس میں موجود ایک ہی نماز کے ثبوت میں علامہ تمنا عمادی نے قرآن حکیم کی جس آیت مبارکہ سے استدلال واستشہاد کیا ہے وہ یہ ہے" اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ"([2]) جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کتاب سے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے تلاوت کرنا اور نماز قائم کرتے رہنا بے شک نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ کاموں سے انسان کو روکتی ہے اور تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

علامہ تمنا عمادی کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کو کوہ حرا میں خلعتِ نبوت عطا فرمایا کیونکہ ان کے بقول اللہ تعالی نے پہلی دفعہ کی وحی والی نشست میں دس بار وحی بھیجی جس میں کچھ قرآنی وحی ہیں اور کچھ غیر قرآنی ([3]) اور سب سے پہلے آپ ﷺ کو ایمان کے نور سے منور فرمایا اور پھر بسملہ کی وحی ہوئی پھر سورہ فاتحہ اور اس کے بعد جا کر پھر سورہ العلق اور جب یہ سب کچھ جان کر آپ ﷺ

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-1
ISSN- 2521-0777

کورب کے حضور سجدہ ریز ہونے کی خواہش ہوئی تو سمت قبلہ بیت المقدس کی طرف دکھایا اور نماز پڑھنے کا طریقہ بھی سکھلا کر ساتھ میں سورہ العنکبوت کی مذکورہ آیت نازل فرمائی چنانچہ علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں:

یہ آیت کریمہ سب سے پہلی آیت ہے حکم نماز کی جو کوہ حراہی پر اتری تھی ہر نبی کو منصب نبوت جس وقت عطا ہوا اسی وقت نماز ان پر فرض ہوئی۔ سورہ طٰہٰ آیت 14 پڑھیے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو کوہ طور پر نبوت و رسالت ملی تو اسی وقت ان کو حکم ہوا تھا کہ أقم الصلوة لذکری "مجھ کو یاد رکھنے کے لئے نماز کی پابندی قائم رکھو"(20:14)اسی طرح آنحضرت ﷺ کو کوہ حرا پر خلعت نبوت عطا کرنے کے بعد اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے جو سورہ فاتحہ کے نزول کے وقت عبادت کے صحیح مفہوم کی وحی غیر متلو کے ذریعہ سمجھایا گیا تھا اور نماز کے ارکان واذکار و طریقہ ادا کی تعلیم فرمائی گئی تھی، یہاں بذریعہ الف لام عہد اسی صلواۃ کی پابندی کا حکم ہوا مگر کوئی وقت اس کے لئے معین کر کے نہیں بتایا گیا اس لئے ہر چوبیس (24) گھنٹے میں صرف ایک بار کسی وقت فرض رہی"([4])۔

گویا اس دور میں صرف ایک ہی نماز فرض تھی اور وہ بھی بغیر وقت کی تعیین کے کہ جب اور جس وقت جی چاہا پڑھ لیا اور جس کا جی چاہا حضور ﷺ کی اقتدا میں پڑھ لی اور اگر کسی نے انفرادی طور پر پڑھ لی تو بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔

دوسرا دور: دو نمازیں بہ تعیین وقت

علامہ تمنا عمادی کی رائے میں نماز کا دوسرا دور وہ ہے کہ جب نبوت کے تیسرے سال یہ حکم دیا گیا کہ اب مسلمانوں پر دن رات میں دو نمازیں فرض کی جارہی ہیں پہلی نماز صبح کے وقت جب سو کر اٹھا جاتا ہے اور دوسری نماز رات کے کسی وقت، اور اپنے موقف کی دلیل کے طور پر قرآن پاک کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" --- وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ"([5])۔

چونکہ علامہ تمنا عمادی کے ہاں اس آیت میں صبر کی تلقین کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد اور رات کے وقت تسبیح بیان کرنے کا حکم ہوا اور پھر ادبار النجوم کی تسبیح وعبادت کا ذکر ہے جس کے متعلق علامہ تمنا عمادی کا خیال ہے کہ یہ نماز تہجد ہے جو آپ ﷺ پر فرض تھی نہ کہ مؤمنین پر، ملاحظہ فرمایئے "تیسری نماز ادبار النجوم والی جو نصف شب کے بعد سے طلوع فجر کے قبل تک کے درمیان پڑھی جائے گی اس کے متعلق وحی لانے والے فرشتے جبرئیلؑ نے بتادیا کہ یہ نماز صرف آپ ﷺ پر فرض ہے مؤمنین بھی تطوع کی حیثیت سے پڑھ سکتے ہیں"([6])۔

تیسرا دور: تین وقت کی نماز وقت کی تعیین کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "---- وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ"([7])تو (مخالفین) جو کچھ بولتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور (نماز کے ذریعے) اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب سے پہلے۔ اور رات کے کسی حصے میں (ادبار النجوم آدھی رات سے پہلے) اور سب نمازوں کے بعد۔ اس دور میں نمازوں کے اوقات وغیرہ پر مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں:

دن کو دو وقت کی نماز فرض ہوئی پہلی نماز تو وہی رہی جو دوسرے دور میں تھی جس کا وقت حین تقوم بتایا گیا تھا یعنی جس وقت سو کر اٹھو۔ مگر دوسرے دور میں آزادی تھی دن چڑھے بھی اٹھے تو اسی وقت نماز پڑھ لی۔ تیسرے دور میں اس میں قبل طلوع الشمس کی قید لگادی گئی یعنی سحر خیزی کا حکم بھی ہو گیا۔ اب ضروری ہو گیا کہ ہر مؤمن رات بسر کر کے اتنا سویرے فجر کے وقت اٹھے کہ حاجت ضروریہ سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب سے پہلے دن کی پہلی نماز پڑھ لے، اسی لئے اس نماز کا نام فجر رکھ دیا گیا اور جس دن کے ابتدائی حصے میں ایک نماز فرض کی گئی اسی طرح دن کے آخری حصے میں دوسری نماز فرض کی گئی جس کا صرف آخری وقت بتادیا گیا کہ "اول بآخر نسبتے دارد" اول وقت کی نماز سے آخر وقت کی نماز کی ابتداء سوچنے سے ہر ذہین آدمی خود سمجھ سکتا ہے کہ انسان نہیں حیوان بھی اسی وقت سو کر اٹھتے ہیں جب طلوع آفتاب کے آثار نمایاں ہوتے ہیں"([8])۔

چوتھا دور: چار نمازیں بہ تعیین اوقات

اس دور کی چار نمازوں اور ان کے اوقات کے لئے بطور دلیل علامہ تمنا عمادی نے اس آیات مبارکہ کو پیش کیا ہے"وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ "([9])۔ جس کا ترجمہ وہ کچھ یوں کرتے ہیں کہ نماز کی پابندی قائم

رکھو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ ایک بڑی نصیحت ہے (اللہ تعالی کو) یاد رکھنے والوں کے لئے۔

علامہ تمنا عمادی کا ماننا ہے کہ اس دور میں دن کی نمازیں تو اپنی جگہ پر رہیں البتہ اوقات کی تعیین کا اندازہ "طرفی النہار" کہہ کر فرمادیا گیا کیونکہ طرف کا معنی کنارہ ہے اور کنارے جب دو ہوں تو دونوں میں تناسق ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ایک کنارہ اگر بیس ہاتھ کا ہے تو دوسرا کنارہ سو ہاتھ کا ہو البتہ تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے اور پھر کناروں کے درمیان والی مسافت زیادہ ہو گی بالکل دریا کے کناروں کی طرح۔

اس دور میں رات کے اوقات میں ایک اضافی نماز کی طرف اشارہ بلیغ موجود ہے جس کی طرف "زلفا" کا کلمہ مبارکہ واضح اشارہ کرتا ہے کیونکہ یہ جمع ہے زلفہ کا اور زلفہ یعنی ایک حصہ اور زلف جمع ہے تو اقل عدد کے اعتبار سے ہی رات کے تین حصے کئے جائینگے پہلا حصہ غروب آفتاب کے بعد سے غروب شفق تک جس میں مغرب کی ادائگی اور دوسرا غروب شفق سے ادبار النجوم تک جو کہ عشاء کا وقت ہو گا اور تیسرا ادبار النجوم کے بعد کا جو کہ تہجد کا وقت ہے۔ البتہ علامہ نے یہاں یہ متعین نہیں کیا کہ آیا مغرب کی نماز پہلے سے فرض تھی اور عشاء اب فرض ہوئی یا عکس([10])۔

پانچواں دور: پانچ نمازیں بیان اوقات کے ساتھ

اس دور کے بارے میں علامہ تمنا عمادی نے کافی لمبا کلام کیا ہے لیکن اس کا ملخص یہ نکلتا ہے کہ اس دور میں ظہر کی نماز فرض کی گئی ہے جس کی طرف قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیت کریمہ اشارہ کرتی ہے، ارشاد باری تعالی ہے " فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاء اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى "([11]) جس کا ترجمہ انہوں نے یوں کیا ہے "مخالفین جو کچھ بولتے ہیں اس پر صبر کرو اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھا کرو) طلوع آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اور رات کے بعض وقتوں میں پھر تسبیح کرو دن کے حصوں کے ساتھ تاکہ (منصب صبر کے ساتھ) منصب رضا (بھی) حاصل ہو"([12])۔

وجہ استشہاد اور طریق استدلال اس آیت کریمہ سے اپنے موقف پر یوں بیان کرتے ہیں کہ چونکہ گزشتہ ادوار میں جب دن کی نمازوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا تو وہاں جب تک ایک نماز فرض تھی تب کے بارے میں " قبل طلوع الشمس " فرمایا اور جب دو نمازیں فرض ہوئی تو "طرفی النہار" فرما کر رات کی نمازوں کا ذکر فرمایا گیا لیکن اب کی بار اللہ تعالی نے "اطراف النہار" فرمایا جس کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اب دن کی نماز کا عدد دو سے بڑھ کر تین میں داخل ہو چکا ہے لہذا ظہر کی نماز کا وقت یہاں بتلایا گیا۔

البتہ یہ اشکال باقی تھا کہ چونکہ طلوع شمس سے لیکر غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل تک یعنی دخول وقت عصر تک یہ طویل دورانیہ ہے جس کا درمیان استواء شمس ہے تو آیا استواء شمس سے پہلے یہ نماز پڑھی جائے یا بعد میں ؟ اس کا جواب بھی قرآن مجید نے دیا، ارشاد باری تعالی ہے "أَقِمِ الصَّلاَةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوداً "([13]) یعنی نماز قائم کرو دلوک شمس کے بعد، اور دلوک کا مطلب ہے کھسکنا جس کا معنی یہ ہوا کہ جب سورج کمال عروج کو پہنچ کر غروب کی طرف کھسکنا شروع ہو جائے تب ایک نماز پڑھ لینا([14])۔

مبحث دوم: جمہور اہل علم کا موقف اور علامہ تمنا عمادی کی تحقیق کا تجزیہ

اللہ تعالی نے قرآن مجید بطور کتاب ہدایت حضور اکرم ﷺ پر نازل فرمائی اور اس کی عملی تفسیر و تشریح بھی بذریعہ وحی آپ ﷺ ہی کے ذمہ لگایا اور اعلان فرمایا کہ " وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"([15]) جو کچھ تمہیں رسول عطا کرے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ، جس کا مطلب یہ ہوا کہ امت پر آپ ﷺ کی اطاعت واجب ہوئی بلکہ اطاعت رسول کو عین، اللہ تعالی کی اطاعت قرار دیا چنانچہ ارشاد باری ہے" مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّهَ وَمَن تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً "([16]) کہ جس کسی نے بھی رسول ﷺ کی اطاعت کی در حقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے (رسول کی اطاعت سے) منہ موڑا تو اس کا وبال اسی پر ہے۔

آپ ﷺ ان پر نگہبان نہیں، الغرض قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات اور ان جیسی دیگر آیات مبارکات کی روشنی میں یہ امر آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوا کہ احکام قرآنی کی عملی صورت اور حقیقی تصویر تب تک ناممکن ہے جب تک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے اور پھر اللہ تعالی نے یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ذمہ لگایا کہ جو کچھ ہم آپ کی طرف وحی بھیج دیں اس کو دوسروں تک پہنچانا آپ ﷺ پر فرض ہے ذرا دیکھئے اللہ تعالی کے اس

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-1
ISSN- 2521-0777

فرمان مبارک کو" يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ "([17])۔

اس جیسی دیگر آیات میں بھی قرآن کی تبیین و تشریح آپ ﷺ کے ذمہ لگائے جانے کے واضح احکامات موجود ہیں اور پھر سورہ قیامہ کی اس آیت کو تو ملاحظہ فرمایئے جس میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں آپ ﷺ کو قرآن کی تفصیل و تشریح بیان کروں گا" ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ"([18]) اب سوال یہ ہے کہ کیا ہر آیت کی تشریح کسی دوسری قرآنی آیت میں ہے ؟جواب لازماً یہ ہے کہ کچھ آیات کی تشریح تو قرآن پاک میں موجود ہے لیکن تمام کی نہیں اور یہ امر بدیہی ہے کسی مسلمان کا انکار اس سے نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرا سوال ان لوگوں سے ہو گا جو قرآن کے علاوہ کسی چیز کو دین میں حجت نہیں سمجھتے ، کہ جب قرآن کی ایسی تمام آیات جو بیان کی محتاج ہیں اور قرآن میں بھی ان کا بیان نہیں موجود تو پھر اللہ تعالی کا وعدہ کیسے وفا ہو گا؟ مثلا ایسی تمام آیات جن میں نماز کی فرضیت کا ذکر ہے ان آیات کا بیان یعنی طریقہ نماز اور جملہ تفصیلات مع اوقات وغیرہ حتی کی نمازوں کی تعداد قرآن میں کہاں ہے ؟

اور "وما آتاکم الرسول" والی آیت مبارکہ سے یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ میں آئی کہ جو حکم بھی سنت رسول ﷺ سے ثابت ہو وہ بھی دراصل کتاب اللہ سے ہی ثابت ہے اس آیت کے توسط سے ،لہذا علامہ تمنا عمادی کا یہ کہنا کہ جہاں قرآن خاموش ہے وہاں حدیث کو بھی خاموش ہونا چاہیے کے غلط ہونے کا ذرہ برابر بھی شبہ نہیں۔

اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ جمہور امت کا یہ موقف ہے کہ اسلام کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے جو کہ مبنی بر تحقیق ہے اور سنتِ رسول ﷺ کے بغیر قرآن کے احکام پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اب آتے ہیں زیر نظر مسئلے کی طرف کہ پانچ وقت کی نماز کا ثبوت قرآن سے کیسے کیا جائے ؟ گزارش یہ ہے کہ قرآن کریم نے اقامت نماز کا حکم بار بار ارشاد فرمایا اور اس کی اہمیت کی طرف واضح اشارے دئے پھر اوقات نماز کی بابت بھی آیات مبارکات میں احکام موجود ہیں لیکن اقامت نماز اور اداء نماز کی مکمل تصویر تب تک سامنے نہیں آئیگی جب تک کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور سنت مطہرہ سے رہنمائی نہ لی جائے، یہی وجہ تھی کہ جن لوگوں نے صرف قرآن سے نماز کی تفصیلات نکالنے کی کوشش کی وہ لازما بھٹک گئے اور جن کی تردید میں علامہ تمنا عمادی کو کتاب لکھنا پڑی۔

اور علامہ تمنا عمادی نے بہت اچھی کوشش کی کہ نماز کے پنجگانہ اوقات کو اپنے تئیں ایک نئے اسلوب اور نئی تحقیق کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کی، اگرچہ یہ تشریح جمہور امت کے اس نظریئے سے مختلف ہے کہ پانچ وقت کی نماز کی فرضیت سے قبل کتنی نمازیں پڑھی جاتی تھیں ؟اور نماز کی فرضیت کب ہوئی؟ کیونکہ جمہور امت کا اجمالی موقف یہ ہے کہ نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے مسلمان دو نمازیں پڑھتے تھے اور قیام اللیل والی نماز کی فرضیت اور پھر فرضیت کے نسخ کے اقوال بھی موجود ہیں یہاں تک کہ ہجرت سے ایک یا دو سال قبل واقعہ معراج ہوا اور پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

لیکن علامہ تمنا عمادی نے پوری کتاب میں کہیں بھی واقعہ معراج کا ذکر تک نہیں کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ بھی ان کے ہاں اس حیثیت میں نہیں جیسے جمہور امت کے ہاں ہے ورنہ ضرور ذکر کرتے، لیکن اگر ذکر کرتے تو پھر ان کے موقف کی دھجیاں اڑ جاتیں اس لئے وہ کسی صورت ایسا نہیں کر سکتے تھے۔

جمہور اہل علم کا موقف

جمہور اہل علم کے ہاں مشہور یہی ہے کہ واقعہ معراج میں اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کے ذریعے امت پر پانچ نمازیں فرض کیں البتہ معراج کے واقعے کی تاریخ میں اہل علم کی ایک سے زیادہ آراء ہیں، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے تین سال قبل کا ہے جبکہ بعض دیگر حضرات کے ہاں یہ ہجرت سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ ﷺ کی عمر 53 سال 9 ماہ تھی اور ایک رائے کے مطابق یہ انصار کی دو بیعتوں کے درمیان کا واقعہ ہے اور بعض نے یہاں تک بھی کہ دیا کہ یہ بعثت نبوی ﷺ کے پندرہ ماہ بعد کا واقعہ ہے([19])۔ ان روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ نماز کی فرضیت دوران واقعہ معراج ہوئی، علامہ سہیلی([20]) نے لکھا ہے کہ اسی بات کو بنیاد بنا کر اہل علم کے ایک گروہ نے یہ رائے قائم کی کہ معراج سے پہلے کوئی نماز فرض نہ تھی، نہ مسلمانوں پر اور نہ ہی آنحضرت ﷺ پر ہاں البتہ حضور اکرم ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے تھے جو کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے ساتھ منسوخ ہو گئی([21])۔

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-1
ISSN- 2521-0777

چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں" لم یکلف الناس إلابالتوحید فقط,ثم استمر علی ذلك مدة مدیدة,ثم فرض علیهم من الصلوة ماذکر فی سورة المزمل,ثم نسخ ذلك كله بالصلوات الخمس الخ "([22])۔

قرآن حکیم میں چونکہ نماز کی فرضیت واہمیت بکثرت بیان ہوئی ہے اور اسے اسلام کے بنیادی رکن کی حیثیت حاصل ہے اور تارک صلاۃ کے لئے شدید ترین وعیدیں بھی موجود ہیں لیکن اس فریضہ کی ادائیگی کی تمام تر تفصیلات سنت مطہرہ میں ہی ملتی ہیں چنانچہ ڈاکٹر جواد علی اپنی کتاب "تاریخ الصلاۃ" میں رقمطراز ہیں"أما القرآن الكريم فقد ورد فيه أمر بالصلوة---غير أننا لانجد فيه للصلوات الخمس اليومية المفروضة ذكرا صريحا.ولهذا صعب عليناتعيين الزمن الذى فرضت فيه استنادا إلى"أسباب النزول".كذلك لانجد فيه كيفية الصلوة الخ "([23]).یعنی قرآن مجید میں پانچ نمازوں کے نام،اوقات کی تعیین اور تعداد رکعات سمیت جملہ تفصیلات قرآن پاک میں موجود نہیں ہیں لہذا اس موضوع پر صرف کتب احادیث وسیرت پر ہی اعتماد کرنا ہوگا۔لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نماز کا حکم مکہ مکرمہ میں نازل ہوا تھا کیونکہ بہت ساری مکی سورتوں میں نماز کا ذکر موجود ہے جیسے سورہ کوثر، سورہ مزمل، اور سورہ علق جیسی بہت سی ایسی سورتیں جن کا مکی ہونا اہل علم کے ہاں مسلم ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو سورہ علق میں تو بہت وضاحت کے ساتھ اس بات کا ذکر ہے کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکتے تھے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مکہ میں نماز فرض تھی لیکن اس کی تفصیلات کا ملنا مشکل ہے اور جمہور اہل علم کی یہی رائے بتائی جاتی ہے۔

اور بلاشبہ مفسرین نے قرآن پاک کی تفسیر وتشریح میں عظیم خدمات سرانجام دی ہیں لیکن کسی بھی مفسر قرآن نے قرآن پاک کی کسی آیت میں بغیر تاویل کے پانچ نمازوں کے نام اور اوقات کے صراحتاذکر پائے جانے کا دعوی نہیں کیا بلکہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن پاک میں نمازوں کے اوقات کے واضح اشارے ضرور موجود ہیں صراحت سے کہیں مذکور نہیں۔

علامہ تمنا عمادی کی تحقیق کا جائزہ

علامہ تمنا عمادی نے جو تحقیق اپنی کتاب "پنجگانہ نمازوں کا قرآنی ثبوت" چونکہ ایک کتاب کے ردعمل کے طور پر لکھی تھی جس کا نام تھا "الصلاۃ" جس میں بقول علامہ تمنا عمادی اس بات کا دعوی کیا گیا تھا کہ قرآن کریم کی رو سے پانچ کے بجائے صرف دو نمازیں فرض ہیں کیونکہ ان تین کا ہی ذکر قرآن مجید میں پایا جاتا ہے اور پانچ نمازوں کا ذکر قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا۔

اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ علامہ تمنا عمادی کو قرآن حکیم سے خاص شغف اور محبت کے ساتھ ساتھ عربی ادب اور نظم قرآنی پر اچھا خاصا عبور بھی حاصل تھا اگرچہ اکثر مقامات پر انہوں نے جمہور اہل علم کی رائے کو بالائے طاق رکھ کر اپنی تحققیات کو عین قرآنی وعین اسلامی قرار دیکر شذوذ کا راستہ اپنایا، زیر نظر کتاب میں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا کہ جمہور اہل علم کی رائے میں چونکہ پنجگانہ نماز کی فرضیت کا حکم واقعہ معراج کے وقت ہوا اور اس سے پہلے مسلمان نماز ضرور پڑھتے تھے مگر پانچ وقت نہیں بلکہ کسی نے دو کا قول نقل کیا تو کسی نے تین اور کچھ لوگوں نے اس وقت نمازوں کی فرضیت کا ہی انکار کیا ہے البتہ تہجد کے وجود پر سب کا اتفاق ہے۔

لیکن علامہ تمنا عمادی نے اپنی کتاب میں واقعہ معراج کا بالکل ذکر نہیں کیا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ چونکہ انہوں نے جن پر رد کرنا تھا وہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہلاتے تھے اور ہر چیز کے قرآن سے ثبوت کا تقاضا تھا ان کا، اور پھر علامہ تمنا عمادی بھی قرآن پاک میں ہر چیز اور ہر حکم کے وجود کے قائل تھے اس لئے ان کو یہ مناسب لگا کہ صرف قرآن حکیم سے ہی پانچ نمازیں ثابت کی جائیں کیونکہ یہ ایک ایسا متفق علیہ امر ہے کہ جس پر نہ صرف اہل اسلام کا اتفاق پایا جاتا ہے کہ نمازیں پانچ فرض ہیں بلکہ غیر مسلم بھی یہ بخوبی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی نمازیں پانچ ہی ہیں تو اس قدر یقینی اور متواتر الثبوت حکم کے برخلاف اگر کوئی ایسی رائے قائم کرے جو قرآن حکیم کی روح سے نہ صرف یہ کہ متصادم ہو بلکہ باطل بھی ہو ایسی رائے کا مسکت جواب تبھی ممکن ہوگا جب انہی کی زبان میں جواب دیکر ان کو خاموش کرایا جائے۔

حوالہ جات

1 علامہ محی الدین حیات الحق تمنّا بن نذیر الحق فائز بن سفیر الحق سفیر بن ظہور الحق ظہور بن نور الحق تپاں پھلواروی۔ علامہ تمنّا ۳ شوال ۱۳۰۵ھ / ۱۴جون ۱۸۸اء کو ہندوستان کے علاقے پھلواری شریف میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد

اوّلاً مدرسۂ حنیفیہ، پٹنہ میں استاد مقرر ہوئے۔ یہاں ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۸ء تک عربی اور فارسی پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد تقریباً ساڑھے تین سال ہندوستان کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد کے قائم کردہ وِدّیاپیٹھ یونیورسٹی (بہار) میں عربی فارسی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۲۱ء میں یہاں سے الگ ہوئے، تو پھر کسی ادارے میں ملازمت نہیں کی۔ انہوں شروع ہی سے قرآن کریم سے شغف اور دلچسپی تھی باوجود اس کے کہ ان کا تعلق خانوادئہ خانقاہی سے تھا مگر اوائل عمر ہی میں انہیں تصوف سے شدید بیزاری ہوئی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی۔ علّامہ تمنا سلسلۂ آبائی کے اعتبار سے نظامِ تصوف سے منسلک تھے لیکن انہوں نے اپنے آباءواجداد کے مسلک کو نہ صرف ترک کیا بلکہ اس پر شدید نکیر بھی کی۔ ۱۹۴۸ء میں انہوں نے مشرقی پاکستان ہجرت کی پھر بعد میں کراچی منتقل ہوئے جہاں انہوں نے بہت اچھا وقت گزارا، علمی و فکری حلقوں میں انہیں شہرت و اہمیت حاصل ہوئی۔

علامہ تمنا عمادی ایک ہمہ جہت عالم دین تھے چنانچہ مولانا اسد القادری ان کی وفات پر اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوے لکھتے ہیں "چودہ سال ت بخاری و مسلم، بیضاوی و کشاف اور حماسہ و متنبی جیسی کتابیں پڑھاتے رہے۔ میر زاہد، ملا جلال اور صدرا وغیرہ معرکۃ الآرا کتابوں پر اس قدر بلند پایہ حواشی و شروح لکھیں کہ اکابر علماء نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ دیوان امر القیس و مقامات کی شروح لکھیں، عربی صرف و نحو پر محققانہ کتاب لکھی، اردو فارسی اور عربی گرامر پر ایسا عبور شاید ہی کسی کہ حاصل ہو۔ علم عروض و قوافی میں امام وقت تفسیر و تنقید حدیث میں وسیع النظر ماہر، قرآن مجید کے مشہور مفسر، پھر عربی، فارسی اردو شاعری میں استاذانہ مہارت رکھنے والا اگر صرف ایک آدمی ڈھونڈیں تو حضرت استاذ ممدوح کے سوا اور کوئی ہندوپاک کی وسیع آبادی میں آپ کو نہیں ملے گا"([1])۔ قرآن و تفسیر کے متعلق علامہ تمنا عمادی کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ اعجازالقرآن واختلاف قراءات، جمع القرآن، حدیث کے مدون اول ابن شہاب زہری اور تاریخ و تفسیر کے مدون اول ابن جریر طبری، انتظار مہدی و مسیح کی حقیقت، الطلاق مرتان، نماز پنجگانہ اور قرآن کریم، وصیت و وراثت، حقیقت الصوم، الکلالہ، تنقید لغات القرآن، مثنوی کتاب و سنت، محکم و متشابہ اور وحی متلو و غیر متلو تقسیم قرآنی ہے وغیرہ، ۱۹۷۲ء کے شروع میں انہیں حلق کے کینسر کا عارضہ لاحق ہوگیا، بالآخر اسی مرض میں ۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء / ۲۰ شوال ۱۳۹۲ھ کو کراچی میں وفات پائی۔

[2]- العنکبوت29: 45.

[3]- دیکھئے: تمنا عمادی، حیات الحق، نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت، ناشر الرحمان پبلشنگ ٹرسٹ کراچی، فروری 1998، ص29-36۔

[4]- تمنا عمادی، نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت ص86-87۔

[5]- الطور52:48-49.

[6]- تمنا عمادی، نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت ص88۔

[7]- ق50: 39-40.

[8]- تمنا عمادی، نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت ص88-89۔

[9]- ھود11: 114۔

[10]- ایضا، دیکھئے: ص92 تا94۔

[11]- طہ20:130۔

[12]- تمنا عمادی، نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت ص95۔

[13]- الاسراء17:78۔

[14]- دیکھئے: تمنا عمادی، نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت ص95 تا101۔

[15]- لحشر59: 7.

[16]- النساء4:80.

[17]- المائدہ5: 67.

[18]- القیامہ75: 19.

[19]- دیکھئے:ابن كثير،أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) تفسير القرآن العظيم 40/5،المحقق: محمد حسين شمس الدينالناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت الطبعة: الأولى - 1419 هـ-المقریزی، أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبيدي، تقي الدين المقريزي (المتوفى: 845هـ) إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة 47/1،المحقق: محمد عبد الحميد النميسي الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 1999 م-ابن سيد الناس, محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سيد الناس، اليعمري الربعي، أبو الفتح، فتح الدين (المتوفى: 734هـ) عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير 1/ 171،تعليق: إبراهيم محمد رمضان الناشر: دار القلم – بيروت الطبعة: الأولى، 1414/ 1993.

[20]- ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد السہیلی(508 - 581ھ = 1114 - 1185 م)حافظ،اور سیر کے بڑے علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے مالقہ میں پیدا ہوئے اور سترہ سال کی عمر میں بینائی سے محروم ہوئے،ان کی تصانیف میں**الروض الانف**،**نتائج الفکر فی النحو**وغیرہ ہیں۔

[21]- دیکھئے:السہیلی,ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد(م: 581هـ) **الروض الأنف في شرح السيرة النبوية 3/445-450**، ناشر:دار احیاء التراث العربي،بیروت،طبع اول،1412ھ۔

[22]- ڈاکٹر جواد علی،**تاريخ الصلوة في الإسلام** ص30-31،مکتبہ مؤمن قریش،**منشورات الجمل بغداد**،طبع اول2007۔

[23]- ایضاص32.